تشکیل معاشرہ میں تصوف کی بنیاد اخلاق حسنہ کا کردار ایک تحقیقی مطالعہ

The role of a good character in a successful society

*محمد طاہر

**ڈاکٹر اشفاق علی

***مبشر احمد

Abstract:

The success of human beings is linked with wealth or/poverty, goodness or evil. Allah Almighty sent his chosen prophets to every Ummah to teach them the lesson of goodness and to avoid evil. The purposes of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) were reform processes: to teach and guide, and pushed the people to Almighty Allah. According to the narrative in Islamic law, everyone's either Muslim or non-Muslim, relative or/neighbor has determined the right to live things. And good conduct is that because Abdullah bin Mubarak said That is, "Meeting old habits, doing righteousness, and forbidding people to hurt you". If human behavior is good then its own life will also pass through fortune and joy, and it will also be the mercy and chain of things for others. Collective relations, interacting with the recipients, and the Family system, is proven to be a source of intelligence. The result of the happy moral is Reality and Heaven of Arman al-Rahman, and the fulfillment of the Prophecy is the wrath of Lord Koran and the Fire of Hell.

حُسن اخلاق، احکام القرآن کے حوالے سے قرآن کریم کے اہم مقاصد میں سے ہے، تو چاہیے، کہ ہر مسلمان اس کو اپنا نصب العین بنالے کیوں کہ انسان کی اخروی زندگی بنانے میں حسن اخلاق کی بنیادی اثر ہے اور دنیا میں بہتر معاشرہ بنانے کا ضامن ہے، یعنی دیناوی ، اخروی زندگی بنانے میں اس کا اہم کردار ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام ، اور خاص کر نبی آخر الزمان ﷺ کو عفو، ودرگزر کی تعلیم دی ہے، جو کہ خوش اخلاقی کے باب میں ایک بنیادی چیز کی حیثیت رکھتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

"خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ"[1]

ترجمہ: (اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بارے مفسر امام جصاصؒ فرماتے ہیں

"واللّٰہ مَا أَنْزَلَ اللّٰه هَذِهِ الْآيَةَ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ"[2]

---

*ٹیچر جامعہ خالد بن ولید رنگ روڈ حیات آباد پشاور

**لیکچرار اسلامک تھیالوجی اسلامیہ کالج پشاور

***عربک ٹیچر GMS تنگی چارسدہ

ترجمہ: اللہ کی قسم! اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے صرف لوگوں کے (اچھے اخلاق) کے بارے میں نازل کی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے، اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتلایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اخلاقِ حسنہ اختیار کرے، اور بُرے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، اُن میں ایک یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ انسانوں کا تزکیہ کریں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"[3] اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستی کی کاص اہمیت ہے کہ میں اخلاق کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں ارشاد نبوی ہے "إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق "[4] یعنی اصلاحِ اخلاق کا کام میری بعثت کے اہم مقاصد اور میرے پروگرام کے خاص اجزاء میں سے ہے، اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لئے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سامان ہو گا، یہ تو خوش اخلاقی اور بد اخلاقی کے وہ نقد دنیوی نتیجے ہیں جن کا ہم آپ روز مرہ مشاہدہ اور تجربے کرتے رہتے ہیں۔

حسن اخلاق کی تعریف

1 الحُسْن "هُوَ نَباتٌ يَلْتوي على الأَشْجارِ وَله زَهْرٌ حَسَنٌ "[5] حُسن ان نباتات کو کہتے ہیں جو درختوں پر سے لپیٹے ہوئے ہیں، اوران کے خوبصورت پھول ہوتے ہیں۔ "الْحسن الْجمال وكل مبهج مَرْغُوب فِيهِ محَاسِن (على غير قِيَاس) والعظم الَّذِي يَلِي الْمرْفق "[6] حُسن خوبصورتی، اور ہر وہ تروتازگی کا نام ہے، کہ جس کی طرف انسان کا میلان ہو، اور اس کی جمع محاسن ہے (علی خلاف القیاساتی ہے) اوراس ہڈی کو کہتے ہیں، جو کوہنی کے قریب ہو۔ الْحسنى مؤنث الْأَحْسَن وَفِي التَّنْزِيل الْعَزِيز "وَللَّه الْأَسْمَاء الْحسنى" وَالْعَاقبَة الْحَسَنَة وَفِي التَّنْزِيل الْعَزِيز {فَلهُ جَزَاء الْحسنى[7] اس کا مؤنث "الْحسنى" قرآن مجید میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا اچھے خوبصورت نام ہیں۔ اچھے انجام کو کہاجاتا ہے قرآن پاک میں ہے کہ "اس کے لیے اچھابدلہ ہے"۔

2 الخُلُق کا لغوی معنی

"والخَليقةُ الطَّبيعة والخليقةُ الخَلْق "[8] خلیقہ، اور خلق کا معنی ہے طبعیت، اورعادت۔

اصطلاحی تعریف

"الخُلق عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الأفعال بسهولة ويسر من غير حاجة إلى فكر وروية، فإن كانت الهيئة بحيث تصدر عنها الأفعال الجميلة عقلًا وشرعًا بسهولة، سميت الهيئة: خلقًا حسنًا، وإن كان الصادر منها الأفعال القبيحة، سميت الهيئة: خلقًا سيئًا "[9] اخلاق اس ہیئت، اور کیفیت نفسانی قویہ کو کہتے، جس سے افعال آسانی، اور سہولت کے ساتھ نکلتے ہو، جو فکر و سوچ کو ضرورت نہ پڑے، اگر اس ہیئت نفسانی سے وہ افعال، جو عقلا، وشرعا اچھے ہو، تو اس ہیئت کو "اچھے اخلاق" کہتے ہیں۔ اگر اس ہیئت نفسانی سے وہ افعال، جو عقلا، وشرعا اچھے نہ ہو، تو اس ہیئت کو "بُرے اخلاق" کہتے ہیں۔

حُسنِ اخلاق کی شرعی تعریف

شرعی تعریف حسنِ اخلاق کی عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ سے اسی طرح منقول ہے

"قَالَ أَبُو وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الخُلُقِ فَقَالَ: هُوَ بَسْطُ الوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الأَذَى "[10] عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے حُسنِ اخلاق کی تعریف اسی طرح کی ہے کہ، خندہ پیشانی سے ملنا، اور نیکی کرنا، اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے کو منع کرنا۔

حُسنِ اخلاق کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے، اور انسان کی سعادت کا محور بتلایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اخلاقِ حسنہ اختیار کرے، اور بُرے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد احکام قرآن کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے، اُن میں ایک یہ بھی بتایا گیا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ "[11] (اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔

اس بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہے

1 انسان کی اچھائی اس کے اچھے اخلاق پر منحصر ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍوقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا"[12] حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

2 بندہ کا سب سے وزنی عمل روز قیامت میں اچھے اخلاق ہوں گے۔

"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ"[13] حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہسب سے وزنی چیز اعمال ترازو میں روز قیامت میں (مؤمن کے) اچھے اخلاق ہوں گے۔

3 جو شخص آپ پر ظلم کریں اس کو معاف کرنا اچھے اخلاق کا تقضا ہے۔

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ ، صِلْ مَنْ قَطَعَكَ ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ "[14] عقبہ بن عامر سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آپ سے تعلق قطع کرے، آپ اس سے ملا کریں، اور جو کچھ نہ دے، آپ اس پر بخشش کریں، اور جو شخص آپ پر ظلم کریں آپ اس کو معاف کریں۔

4 حضرت ابو ذرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اچھے اخلاق اپنانے کی نصیحت۔

"عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا،وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ"[15] حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اور گنا کے پیچھے نیکی کا اہتمام کرو، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آو۔

5 رات بھر نفلی نمازیں پڑھنے، اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے سے اچھے اخلاق بہتر ہیں۔

" عَنْ عَائِشَةَ ،قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ ، صَائِمِ النَّهَارِ "[16] عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے کہ صاحب ایمان بندہ اچھے اخلاق سے اُن لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں، اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے جس بندہ کا حال یہ ہو کہ وہ عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے سچا مؤمن ہو، اور ساتھ ہی اس کو حسن اخلاق کی دولت بھی نصیب ہو، تو اگرچہ وہ رات کو زیادہ نفلیں نہ پڑھتا ہو، اور کثرت سے نفلی روزے نہ رکھتا ہو، لیکن پھر بھی وہ اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ان شب بیداروں عبادت گذاروں کا درجہ پالے گا جو" قَائِمِ اللَّيْلِ ،صَائِمِ النَّهَارِ "[17]۔ ہوں یعنی جو راتیں نفلوں میں کاٹتے ہوں اور دن کو عموماً روزہ رکھتے ہوں۔

6 اچھے اخلاق والوں کا بہتر انجام۔

"عن عَبْدِاللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَإِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقً "[18] حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم دوستوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

7 قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ ہی کی نشست میں زیادہ قریب اچھے اخلاق والے ہوں گے۔

"عَنْ جَابِرٍ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلاَقًا"[19] جابر رضی اللہ عنہ فرمایا، کہ تم دوستوں میں مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں اور قیامت کے دن اُن ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہو گی جن کے اخلاق تم زیادہ بہتر ہیں۔

گویا رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت اور قیامت کے دن آپ کا قرب نصیب ہونے میں حسن اخلاق کی دولت کو خاص دخل ہے۔

8 اچھے اخلاق کی وجہ سے بندہ رسول اللہ ﷺ کے قریب رہے گا۔

"عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ"يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لاَ تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا أَوْ قَبْرِي"فَبَكَى مُعَاذٌ جَشَعاً لِفِرَاقِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ"إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا"[20] حضرت معاذؓ کہتے ہیں، کہ جب مجھ کو یمن رخصت کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ شاید اس کے بعد مجھ سے تمہاری ملاقات نہ ہو، اور بجائے، میری مسجد اور میری قبر پر تمہارا گزر ہو۔ اور چونکہ (آپ کی عام عادادت ایسی بات کرنے کی نہ تھی، اس لیے حضرت معاذ نے اس سے یہی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ اپنی وفات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں اور شاید اب مجھے اس دنیا میں رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو گی) چنانچہ آپ کا یہ ارشاد سُن کر وہ رو پڑے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر ان کو تسلی دی، کہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں وہ مجھ سے قریب رہیں گے۔ اور یہی ہوا کہ یمن سے حضرت معاذؓ کی واپسی حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں نہیں ہوئی، اور جب آئے تو آپ کی قبر مبارک ہی کو پایا۔

9 اچھے اخلاق اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا سبب ہے۔

"عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ، لَا يَرْحَمْهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ"[21]

جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔

10 سب سے بہتر انسانی خصلتیں اچھے اخلاق ہے۔

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ " خُلُقٌ حُسْنٌ"[22]

ترجمہ: حضرت اسامہ بن شریک صحابی سے روایت ہے کہ بعض صحابہ نے عرض کیا، کہ یارسول اللہ! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اچھے اخلاق"۔

حُسن اخلاق کے بارے میں شرعی تعلیمات، اور اس کے معاشرہ پر اچھا اثر

احکام القرآن کے حوالے سے حُسن اخلاق، قرآن کریم کے اہم مقاصد میں سے ہے، اور اچھے اخلاق کا کردار حُسنِ معاشرہ میں کیسا ہے؟ آیئے پڑھیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ"[23] (اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔

تفسیر: اس آیت کریمہ کی تشریح کے بارے میں ائمہ تفسیر کی اراء

امام جصاصؒ فرماتے ہیں "والله مَا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ"[24] اللہ کی قسم! اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے صرف لوگوں کے (اچھے اخلاق) کے بارے میں نازل کی ہے۔ جب انسان اخلاقِ حسنہ اختیار کرے، اور بُرے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے، تو معاشرہ درست ہو کر لوگ مطمئن ہو کر رہیں گے، یا عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے، جو حسن اخلاق کا معنیٰ منقول ہے، ایک اچھا معاشرہ بنانے کے لیے بہت مفید ثابت ہو گا، جیسے " حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى "[25] عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے حُسنِ اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے، فرمایا، کہ، خندہ پیشانی سے ملنا، اور نیکی کرنا، اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے کو منع کرنا، جب اسی ہدایت پر عمل کیا جائے، کیا آپ کا دشمن دوست نہیں بنے گا؟، جب دشمن دوست بنے، تو زندگی بسر نا آسان ہو گی۔[26]

امام المراغی لکھتے ہیں

"العفو، وهو السهل الذي لا كلفة فيه أي خذ ما عفا لك من أفعال الناس وأخلاقهم وما أتى منهم وتسهّل من غير كلفة، ولا تطلب منهم ما يشق عليهم حتى ينفروا، وهذا كماجاء فى الحديث "يسّروا ولا تعسّروا"[27]

ترجمہ: عفو درگزر اس آسانی کو کہا جاتا ہے، کہ جس میں کوئی مشقت نہ ہو یعنی لوگوں سے درگزر، اور وہ اخلاق اختیار کریں، اور ان سے نرمی کا رویہ اپنائے، جس میں کوئی تکلیف نہ ہو، اور ان سے وہ مطالبہ نہ کریں، جو ان پر سے گراں ہو کر یہاں تک، کہ وہ بھاری سمجھ کر بھاگ جائے، جیسا، کہ حدیث میں وارد ہے "آسانی پیدا کرو سختی پیدا نہ کرو"۔ پھر موصوف آگے لکھتے ہیں

"والخلاصة إن من آداب الدين وقواعده اليسر وتجنب الحرج وما يشق على الناس، وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم ما خيّر بين أمرين إلا اختار أيسرهما"[28]

حاصل یہ ہے، کہ دین اسلام کے آداب، وقواعد میں سے آسانی پیدا کرنا ہے، اور اس سے اپنے کو بچاؤ، جو لوگوں کو تکلیف ،اور مشقت میں ڈالتے ہیں، اور یہ بات درست ثابت ہے، کہ آپ ﷺ نے دونوں (تکلیف، اور آسانی) میں سے آسانی ہی اختیار فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے اچھے اخلاق ہیں، نبی کریم ﷺ نے امت کو ظاہری، اور باطنی گندگی سے پاک کرنے کے بارے میں احکام القرآن کے حوالے سے ہمیں یہ حکم ملتا ہے "وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"[29] اوران کو پاکیزہ بنایا، بیشک تیری، اور صرف تیری ذات وہ ہے، جس کا اقتدار بھی کامل ہے۔ اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستی کی کاص اہمیت ہے کہ میں اخلاق کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں، جیسا، کہ ارشاد نبوی میں ہمیں یوسبق ملتا ہے "إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق "[30] یعنی اصلاحِ اخلاق کا کام میری بعثت کے اہم مقاصد اور میرے پروگرام کے خاص اجزاء میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی صفت اخلاق اس انداز میں بیان کیا ہے "وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ "[31] اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔ اور جب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا، توام المؤمنین نے یہ جواب دیا

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ "إِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ "[32]

ترجمہ: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کے اخلاق " قرآن کریم "ہی تھے، یعنی قرآن پاک پر عمل کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عظیمہکی وجہ تسمیہ

مفسر امام بغوی ؒلکھتے ہیں

"سَمَّى اللَّهُ خُلُقَهُ عَظِيمًا لِأَنَّهُ امْتَثَلَ تَأْدِيبَ اللَّهِ إِيَّاهُ بِقَوْلِهِ "خُذِ العفو "[33] اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عظیم کانام دیا، کیوں کہ آپ ﷺ کو اللہ پاک کے سیکھائے ہوئے آداب کو اپنایا، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناپر کہ "لوگوں سے معافی کارویہ اختیار کرو"۔

رسول اللہ ﷺ نے نرم اخلاقی کی مثال قائم کی تھی۔

"عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ خَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ ، فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ، وَلاَ قَالَ لِي لِمَ صَنَعْتَ كَذَا "[34] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دس سال خدمت کی ہے، آپ ﷺ نے مجھے "اُف کلمہ "(تکلیف دہ بات) بھی نہیں کہا، اور نہ مجھے یہ فرمایا، جب کہ میں نے (خلاف طبع) کام کیا کیوں کیا۔

حدیث بالا حُسن معاشرہ کی زندہ مثال ہے، اور اپنی امت کو بھی اسی کا درس دیا ہے، جیسے " صِلْ مَنْ قَطَعَكَ ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ ،وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ "[35] جو آپ سے تعلق قطع کرے، آپ اس سے جوڑ دے، اور جو کچھ نہ دے، آپ اس پر بخشش کریں، اور جو شخص آپ پر ظلم کریں آپ اس کو معاف کریں۔ یادوسری روایت میں ہے "وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ "[36] ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "کہ لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ، جب

امت ان ارشادات پر عمل پیرا ہو، تو جس طرح قرن اول میں معاشرہ بے مثال تھا، اب بھی وہ معاشرہ بنے گا، مگر افسوس، کہ امت نے ان تعلیمات پر عمل چھوڑ دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حُسنِ اخلاق نے کیسے جان نثار صحابہ کرام پیدا کیئے؟۔

آنحضرت ﷺ کے نرم اخلاق، اور صحابہ کرام کے ساتھ اچھا برتاؤ، اور سہل مزاجی نے اپنے ساتھیوں اپنے ارد گرد جمع کرنے میں مثال قائم کی، اور آپ ﷺ پر جان نثار صحابہ کرام، اور ریاست مدینہ کو امن کا گہوارہ بنانے میں بنیادی کردار خوش اخلاقی کا ہے۔ آیئے اس بارے میں ارشاد ربانی پڑھیے"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[37](ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر)اے پیغمبر!)"تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔ اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔ لہٰذا ان کو معاف کر دو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے)اہم (معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔ پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔[38]

قَوْله تَعَالَىوَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ اسْتِعْمَالِ اللِّينِ وَالرِّفْقِ وَتَرْكِ الْفَظَاظَةِ وَالْغِلْظَةِ فِي الدُّعَاءِ إلَى اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ تَعَالَى ادْعُ إلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[39]وقوله تعالى لِمُوسَى وَهَارُونَ فَقُولا لَهُ قَوْلًا لَيِّناً لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشى"[40]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا اس قول اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔ اس بات کے وجوب پر ثبوت ہے، کہ (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے میں نرمی، ورفقت اختیار کرنا، اور سخت مزاجی اور سخت دلیکو چھوڑدے، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے"اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ، خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو، (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو، جو بہتر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول، جو موسیٰ علیہ السلام، اور ہارون السلام سے فرمایا، جا کر دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے، یا (اللہ سے) ڈر جائے۔[41]

کتب سابقہ میں آپ ﷺ خوش اخلاقی کے اوصاف

"قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو إِنَّهُ رَأَى صِفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ: أَنَّهُ لَيْسَ بفَظٍّ، وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخّاب فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ"[42]

ترجمہ: عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی اوصاف پڑھی ہے کہ" آپ ﷺ نہ سخت مزاج اور نہ سخت دلہے، اور نہ بازروں میں چیخ کر پکارتے ہیں، اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتا ہے، بلکہ در گزر، و معافی کرتے ہیں"۔

"عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"إِنَّ اللَّهُ أَمَرَنِي بِمُدَارَاةِ النَّاسِ كَمَا أَمَرَنِي بِإِقَامَةِ الْفَرَائِضِ"[43]عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا لوگوں کے ساتھ مدارات، جیسا، کہ مجھے حکم کیا فرائض ادا کرنے کا"۔

قرنِ اول میں صحابہ کرام کے حسن اخلاقکی وجہ سے ریاست مدینہ امن، و محبت کا گہوارہ بنا

جب صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ رشادات پر عمل کر کے تو معاشرہ کیسا بنا، اور ریاست مدینہ امن، و محبت کا گہوارہ کیسا بنا؟ آیئے، اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ پڑھیے"وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[44] اور یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

صحابہ کرام کا آپس میں خوش اخلاقی، و محبت اور اس کا نتیجہ

پہلی مثال

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ " أُهْدِيَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ شَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَخِي فُلَانًا وَعِيَالَهُ أَحْوَجُ إِلَى هَذَا مِنَّا، قَالَ: فَبَعَثَه إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَبْعَثُ بِهِ وَاحِدٌ إِلَى آخَرَ حَتَّى تَدَاوَلَتْهَا سَبْعَةُ أَبْيَاتٍ حَتَّى رَجَعَتْ إِلَى الْأَوَّلِ، وَنَزَلَتْ: "وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[45] ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی کو بکری کا ایک سر، بطور ہدیہ، دیا گیا، تو اس نے کہا، در حقیقت میرا فلاں بھائی، اور ان کی اولاد ہم سے زیادہ ضرورتمند ہوں گے، تو اس کو بھیجا پس یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک سات گھروں پر چکر لگا کر پہلے والے گھر کو واپس آیا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[46] اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔

دوسری مثال

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ"أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: نَوِّمِي الصِّبْيَةَ، وَأَطْفِئِ السِّرَاجَ، وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ "، قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ "وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[47] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "بیشک ایک آدمی انصار (مدینہ) میں سے اس کے پاس ایک مہمان نے رات گزاری، اور ان (یعنی مزبان) کے پاس اپنی اولاد کی روزی کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، تو اس نے اپنی بیوی سے کہا، کہ اپنے بچوں کو کسی طریقے پر سلا دو، اور چراغ بجھا دو، اور جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ مہمان کے سامنے رکھو، فرماتے ہیں، کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔

اشکال، اور اس کا جواب

وہ روایات، کہ جو ایثار سے منع کیا گیا ہے مثلا: رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو منع کیا، سارے مال کو خرچ کرنے سے "عَنْ جَابِرٍ، قَالَجَاءَ رَجُلٌ بِبَيْضَةٍ مِنْ ذَهَبٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلى الله عَلَيه وسَلمَ أَصَابَهَا فِي بَعْضِ المَغَازِي، فَقَالَ خُذْهَا يَا رَسُولَ اللهِ صَدَقَةً، فَوَاللَّهِ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ غَيْرَهَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ"[48]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک شخص نے سونا کا ایک انڈا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، کہ مجھے ایک غزوہ میں ملا تھا۔ کہا کہ اس کو بطور صدقہ لے لو، اور یہ بھی کہا اللہ کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ "رسول اللہ ﷺ نے اس کے قبول ہونے سے انکار کیا"۔

جوابِ اشکال اس کا حل امام جصاص نے اس طرح کیا ہے

إِنَّمَا كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَثِقْ مِنْهُ بِالصَّبْرِ عَلَى الْفَقْرِ وَخَشِيَ أَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْمَسْأَلَةِ"[49] بیشک نبی کریم ﷺ نے اس کو اس لیے ناگوار سمجھا، اس پر اعتماد نہیں کیا، کہ وہ فقر پر صبر کرے گا، اور اس بات کی ڈر سے کہ پھر لوگوں سے دست پھیلا کر سوال کرے گا۔ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ[50] فَكَانَ الْإِيثَارُ مِنْهُمْ أَفْضَلَ مِنَ الْإِمْسَاكِ وَالْإِمْسَاكُ مِمَّنْ لَا يَصْبِرُ وَيَتَعَرَّضُ لِلْمَسْأَلَةِ أَوْلَى مِنَ الْإِيثَارِ[51] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور تنگی، اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں" (ان جیسے لوگوں سے) ایثار افضل ہے روکنے سے، اور خرچ نہ کرنا بہتر ہے ایثار سے، جو کہ فقر پر صبر نہیں کر سکتے، اور لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔

ماں باپ کے ساتھ حسن اخلاق، اور اس کا ثمرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کا حق مقرر کیا ہے، یعنی اللہ پاک نے اپنے حق کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کیا ہے، جیسے ارشاد خداوندی ہے

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا"[52] اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

"عَنْعَبْدِ اللَّهِ، قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ"الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا"قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ"[53] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کہ کونسا عمل اللہ پاک کو محبوب ہے؟، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، میں نے پھر پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ ماہ باپ سے اچھے سلوک کرنا۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ خوش اخلاقی، حسن سلوک کا حکم کیا ہے، تو دوسری طرف قریب رشتہ داروں کے حقوق آپس میں ادا ہوتے ہیں، تو معاشرہ پر اس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔[54]

بچوں کو آدابِ لقمان حکیم سکھادو، تو ایک اچھا معاشرہ پیدا کرے گا۔

"وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ، وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ"[55] بیٹا! نماز قائم کرو، اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو، اور اپنی آواز آہستہ رکھو بیشک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

یتیم، مسکین کے حقوق، ادا کرنا اور اس کے معاشر پر اچھے اثرات

"يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ - أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ"[56] کسی رشتہ دار یتیم کو۔ یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ"امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ"[57]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوت قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو، اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو"۔

تشریح: ایک یہ کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرو، اور دوسرے یہ کہ بھوکے فقیر مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ دوسری بات مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت مسلمہ ثابت ہوتی ہے، کہ جب رشتہ داروں کے حقوق، اور ان سے اچھے برتاؤ، اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنے میں بہترین معاشرہ بنانے میں کردار ادا کرے گا۔

مسلم غیر مسلم ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا

غیر مسلم کے ساتھ بھی شرعی تعلیمات یہ ہیں، کہ اس سے بھی اچھے اخلاق رکھے تاکہ اسلام کی رغبت ہو، اور دین اسلام سے متنفر نہ ہو اس بارے میں ہمیں اسلامی ہدایات یوں آگاہ کرتی ہیں "عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لاَ يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لاَ يَرْحَمُ النَّاسَ"[58] جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے"۔

"النَّاسَ" لفظ عام ہے، جو مومن و کافر اور متقی و فاجر سب کو شامل ہے، اور بلا شبہ رحم سب کا حق ہے، البتہ کافر اور فاجر کے ساتھ سچی رحمدلی کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ اس کے کفر اور فجور کے انجام کا ہمارے دل میں درد ہو، اور ہم اس سے اس کو بچانے کی کوشش کریں، اس کے علاوہ اگر وہ کسی دنیوی اور جسمانی تکلیف میں ہو، تو اس سے اس کو بچانے کی فکر کرنا بھی رحمدلی کا یقیناً تقاضا ہے، اور ہم کو اس کا بھی حکم ہے۔[59]

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ"[60] عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا، زمین پر رہنے بسنے والی اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا"۔

حیوانات (جاندار) مخلوق سے اچھا سلوک کرنے کا حکم

دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے، کہ ہر ایک کو اس کا حق دینے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً ایک جاندار چیز ہو، اس سے بھی اچھا سلوک کریں۔ آیئے اس بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

1 "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ العَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا، فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ العَطَشِ، فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ، فَسَقَى الكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي البَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ "فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ"[61] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس اثناء میں کہ ایک آدمی راستہ پر چلا جا رہا تھا، اُسے سخت پیاس لگی، چلتے چلتے اُسے ایک کنواں ملا، وہ اس کے اندر اُترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا، کنوئیں کے اندر سے نکل کر اُس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ کھا رہا ہے، اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی ایسی ہی تکلیف ہے جیسی کہ مجھے تھی، اور وہ اس کتے

پر رحم کھا کر پھر اس کنوئیں میں اُترا، اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھر کر اُس نے اُس کو اپنے منہ سے تھاما، اور کنوئیں سے باہر نکل آیا، اور اُس کتے کو وہ پانی اُس نے پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس رحمدلی اور اس محنت کی قدر فرمائی اور اسی عمل پر اس کی بخشش کا فیصلہ فرمادیا۔ بعض صحابہ نے حضور ﷺ سے یہ واقعہ سُن کر دریافت کیا کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر و ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے"۔

2 "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى الله عَلَيهِ وسَلمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ"[62] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کہ ایک بے درد اور بے رحم عورت اس لئے جہنم میں گرائی گئی کہ اُس نے ایک بلی کو باندھ کے نہ تو اسے خود کچھ کھانے کو دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی) بھوکا مار ڈالا"۔

زمین کی چیونٹیوں کا بھی حق ہے

3"عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَكُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:"مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا"وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ "مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟ قُلْنَا نَحْنُ. قَالَ"إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ"[63]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبد الرحمٰن اپنے والد ماجد سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے، اس اثناء میں ہماری نظر ایک سرخ چڑیا) غالباً نیک کنٹھ (پر پڑی ، جس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے اُس کے دو بچے بھی تھے ہم نے اُن بچوں کو پکڑ لیا، وہ چڑیا آئی اور ہمارے سروں پر منڈلانے لگی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا، کس نے اس کے بچے پکڑ کر اسے ستایا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی)یعنی زمین کا ایک ایسا ٹکڑا جہاں چیونٹیوں کے بہت سوراخ تھے اور چیونٹیوں کی بہت کثرت تھی ہم نے وہاں آگ لگا دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس نے ان کو آگ سے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ہی آگ لگائی ہے۔ آپ نے فرمایا آگ کے پیدا کرنے والے خدا کے سوا کسی کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ کسی جاندار کو آگ کا عذاب دے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں حتی کہ زمین کی چیونٹیوں کا بھی حق ہے کہ اُن کو بلاوجہ نہ ستایا جائے۔[64]

اچھے اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے یہ دعا بھی مانگیں

"عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ"[65] علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا میں فرماتے تھے اے میرے اللہ!، تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر اخلاق کی رہنمائی نہیں کر سکتا، اور بُرے اخلاق کو میری طرف سے ہٹا دے، ان کو تیرے سوا کوئی ہٹا بھی نہیں سکتا۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ"اللَّهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي "[66] عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کرے۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا، کہ اچھے اخلاق حاصل کرنے میں اپنے رب سے مدد کی ضرورت ہے۔

ایک دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، حُسن گمانی اختیار کرو۔

"إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا"[67] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو، اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

اُسی طرح ایک دوسری حدیث میں نیک گمانی کو بہترین عبادت بتایا گیاہے۔

"إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ"[68] بیشک اچھا گمان، اچھی عبادت میں سے ہے۔

معاشرہ خراب کرنے والا چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔

"لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ"[69] حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ چغلخور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ مذکورہ روایات میں کا حاصل یہ ہے، کہ بدگمانی، چغلخوری سے معاشری خراب ہوتا ہے، اور اُخروی انجام بھی بُرا نکلے گا۔

نتائج البحث

حاصل یہ ہے کہ احکام القرآن کے حوالے سے، اور مذکورہ تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہو گئی، کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے، اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتلایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اخلاقِ حسنہ اختیار کرے، اور بُرے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، اُن میں ایک یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کی تزکیہ کرے، ارشاد ہے "وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"[70] اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستی کی کا خاص اہمیت حاصل ہے۔ یا یہ ارشاد "إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق "[71] یعنی اصلاحِ اخلاق کا کام میری بعثت کے اہم مقاصد اور میرے پروگرام کے خاص اجزاء میں سے ہے، اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لئے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سامان ہو گا، یہ تو خوش اخلاقی اور بداخلاقی کے وہ نقد دنیوی نتیجے ہیں جن کا ہم آپ روز مرہ مشاہدہ اور تجربے کرتے رہتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد والی ابدی زندگی میں ان دونوں کے نتیجے ان سے بدرجہا زیادہ اہم نکلنے والے ہیں، آخرت میں خوش اخلاقی کا نتیجہ ارحم الراحمین کی رضا اور جنت ہے اور بداخلاقی کا انجام خداوند قہار کا غضب اور دوزخ کی آگ ہے۔

بالا تفصیل سے چند باتیں اخذ کی جاتی ہیں۔

1 احکام القرآن کے حوالے سے حُسنِ اخلاق کے ساتھ ہر ایک ساتھ پیش آنا۔ جیسے "خُذِ الْعَفْوَ"[72] درگزر کا رویہ اپناؤ۔

2 حُسنِ اخلاق رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصدوں میں سے ہے۔ جیسے "وَيُزَكِّيهِمْ"[73]

3 شریعت اسلامی میں حُسنِ اخلاق کے حوالے سے، ہر ایک کا حق، مسلم، غیر مسلم، یہاں تک جاندار چیزوں کے بھی ہے۔

4 معاشرہ درست کرنے میں حُسن اخلاق کا اہم کردار ہے۔"إِنَّ اللَّهُ أَمَرَنِي بِمُدَارَاةِ النَّاسِ"[74] بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا"وأما المُدارأة فِي حُسْنِ الخُلُق والمُعاشَرة مَعَ النَّاسِ"[75]

5 اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لئے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سامان ہو گا۔

6 خوش اخلاقی کا نتیجہ ارحم الراحمین کی رضا اور جنت ہے اور بد اخلاقی کا انجام خداوند قہار کا غضب اور دوزخ کی آگ ہے

7 اجتماعی تعلقات، وروابط کا کردار آدا کرنے میں، اور فیملی سسٹم، میں معین ومددگار ثابت ہوتا ہے۔

8 اخلاقیات کی بنیاد پر ایک اچھی ریاست بن سکتی ہے۔

حواشی ومصادر

[1] الاعراف:7/199

[2] الجصاص الحنفي، احكام القرآن للجصاص: أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي(المتوفى:370ھ)المحقق: محمد صادق القمحاوي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروتاريخ الطبع:1405ھ، ص4/213

[3] البقرۃ:2/129

[4] أبو بكر، البزار أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى:292ھ)المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، وعادل بن سعد وصبري عبد الخالق الشافعي، الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة الطبعة: الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م)، رقم، 8949، ص15/364

[5] الجرجاني التعريفات: علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني(المتوفى:816ھ)الناشر: دار الكتب العلمية بيروت لبنانالطبعة: الأولى 1403ھ-1983م، ص1/101

[6] ابراهيم مصطفى، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، باب الحا، ج1 ص174، الناشر: الدعوة

[7] الاعراف:7/199/ابراهيم مصطفى، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، باب الحا، ج1 ص174، الناشر: الدعوة

[8] معجم ديوان الأدب: أبو إبراهيم إسحاق بن إبراهيم بن الحسين الفارابي، (المتوفى:350ھ) مؤسسة دار الشعب للصحافة والطباعة والنشر، القاهرة عام النشر:1424ھ-2003م (ج امادہ خ، ل، ق۔ ص434

[9] التعريفات الجرجاني، علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني(المتوفى:816ھ)الناشر: دار الكتب العلمية بيروت-لبنانالطبعة: الأولى 1403ھ-1983م، ج۱، ص۱۰۱

10 سنن الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، (المتوفى: 279ھ) المحقق: بشار عواد معروف الناشر: دار الغرب الإسلامي، بيروت سنة النشر: 1998م، 63-بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ وَالعَفْوِ، رقم، 2005

11 سورة الاعراف 7/199

12 أحمد بن الحسين: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458ھ) حققه الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند الطبعة: الأولى، 1423 ھ، 2003م للبیہقی: شعب الإيمان: رقم 7633، أحمد بن حنبل، مسند امام احمد، ج8، رقم 24355، ص 87

13 ابو عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، صحيح البخاري: المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422ھ. كتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم، 3759

14 ايضاً: ص 3759

15 أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة سنن الترمذي، بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الأَخْلَاقِ، رقم، 2018

16 أحمد بن حنبل:۔ مسند امام احمد، رقم 22705، ص 5/235

17 ابو عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، صحيح البخاري، باب قول الله تبارك وتعالى "
قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا" رقم، 6941۔ أبو الحسن القشيري صحيح المسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، بَابُ رَحْمَتِهِ ﷺ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ، رقم 66

18 أحمد بن الحسين: للبیہقی، فی شعب الایمان، فی تعظیم النبی ﷺ رقم، 1435

19 سنن الترمذي: أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة، بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الأَخْلَاقِ، رقم، 2018

20 امسند امام احمد، رقم 22705، ج5، ص 235

21 صحيح البخاري: أبو عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، باب قول الله تبارك وتعالى { قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا فله الأسماء الحسنى } رقم، 6941/۔ صحيح المسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوری، بَابُ رَحْمَتِهِ ﷺ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ، رقم 66

22 للبیہقی، فی شعب الایمان، فی تعظیم النبی ﷺ رقم، 1435

23 سورة الاعراف 7/199

24 احکام القرآن للجصاص: ج 4/ص 213

25 سنن الترمذي: أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة باب مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ وَالعَفْوِ، رقم 2005

26 باحث

27 المراغي، أحمد بن مصطفى المراغي (المتوفى: 1371ھ) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبي وأولاده بمصر الطبعة: الأولى، 1365ھ۔ 1946م. ج9، ص 147

28 ایضا۔ 9/147

29 سورة البقرة، 2/129

30 مسند البزار المشہور باسم البحر الزخار، رقم، 8949، ج، 15، ص 364

31 سورۃ ن 68/4

32 ابو الحسن القشیری، مسلم بن الحجاج صحیح المسلمباب جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ رقم، 139

33 أبو محمد الحسين بن مسعود البغويمعالم التنزيل في تفسير القرآن تفسير البغوي: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي (المتوفى: 510ھ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة: الرابعة، 1417ھ-1997م، ج8، ص188

34 سنن الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة، باب ماجاء في خلق رسول الله، رقم 346، مسند امام احمد، ج، 4، رقم 13710

35 احمد بن حنبل، مسند امام احمد، ج5، ص 923

36 ابو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي صحیح البخاری، بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ رقم 2125

37 سورۃ ال عمران 3/159

38 تقی عثمانی، توضیح القرآن آسان ترجمہ، مفتی تقی عثمانی، شیخ الحدیث دار العلوم کراچی، مکتبہ معارف القرآن کراچی۔ قرآنی آیات کا ترجمہ، آسان ترجمہ تفسیر مفتی تقی صاحب سے لیا ہے۔

39 سورۃ النحل 16/125

40 سورۃ طٰہٰ 20/44

41 احکام القرآن للجصاص، ج2/ص 329

42 أحمد بن حنبل، مسند أبي يعلى: أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي (210-307) المحقق: إرشاد الحق الأثري الناشر: دار القبلة، جدة الطبعة: الأولى، 1408-1988- رقم، 2220، ص 4/452

43 احکام القرآن للجصاص، ص 5/324/ ابن مردویہ، ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويہ رقم، 42، ص 1/215

44 سورۃ الحشر 59/9

45 أحمد بن الحسين للبیہقی، فی شعب الایمان، رقم 3204ج5ص 141

46 سورۃ الحشر 59/9

47 ابو الحسن القشيري صحیح المسلم، مسلم بن الحجاج النيسابوري، بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيثَارِهِ، رقم 173

48 صحیح البخاری، 527، بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا/ صحیح مسلم، 127، 36- بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ

49 احکام القرآن للجصاص، 5/324

50 سورۃ البقرہ 2/177

51 احکام القرآن للجصاص، 5/325

52 سورۃ الاسریٰ 17/23

53 ابو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: " قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ، رقم 7376

54 معارف الحدیث، مولانا محمد منظور نعمانی، ادارۃ المعارف کراچی، طبع 2007، ص 1/113

55 لقمان: 31/18-19

56 البلد:90/15-16

57 صحیح البخاری،3482،54-بَاب. / صحیح مسلم،بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ،رقم2619

58 سنن أبي داود: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275ھ) الناشر: المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ، 2675

59 معارف الحدیث، ص1/113

60 أبي داود الطيالسي: أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصرى (المتوفى: 204ھ) المحقق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي الناشر: دار هجر، مصر الطبعة: الأولى، 1419ھ1999م رقم الحديث، 247، ص1/129

61 صحیح البخاری، رقم ۵۱۴۳، باب لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ / صحیح مسلم، رقم28/9-بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا"۔

62 أحمد بن حنبل، مسند امام احمد، رقم25124، ص23/264

63 صحیح البخاری، رقم5143، بَاب لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ / صحیح مسلم، رقم927 بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا

64 مقالہ نگار

65 امام احمد، ص13/406

66 صحیح البخاری،6056، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

67 صحیح البخاری، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، بَاب لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ، رقم5143

68 مسند البزار: رقم، 8949، ص15/346

69 صحیح البخاری، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري باب مايكره من النميمة، رقم5709 / صحیح مسلم، بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ، رقم169

70 البقرة:2/129

71 ابن مردویہ، ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويہ رقم، 42، ص1/215

72 سورۃ الاعراف7/199

73 البقرة:2/129

74 ابن مردویہ، ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويہ رقم، 42، ص1/215

75 بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفیبدر بدر الدین العینی (المتوفى: 855ھ) الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت